اپنے ساتھی کے نام

جناب سید اسعد گیلانی صاحب

عزیز دوست!

تم پر اللہ کی سلامتی اور رحمت و برکت ہو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں عبرت پکڑنے والا دل اور ذکرِ الٰہی عطا کرنے والی زبان عطا فرمائے اور مالک اپنی راہ میں تمہیں استقامت والے قدم، حوصلہ والا سینہ اور صبر و غنا والے قلب سے نوازے۔

تم نے حالیہ انتخابات کے متعلق نہایت درد بھرے انداز میں اپنے خط میں ذکر کیا ہے اور اسے سرمایے کا کھیل قرار دیا ہے۔ تم نے خوب کہا کہ بعض سرمایہ داروں نے اسے انڈسٹری بنا دیا ہے۔ اس سے تم بہت دل گرفتہ ہو اور محسوس کرتے ہو کہ اس طرح ہماری قومی زندگی سرمایہ داروں کے حوالے ہو گئی ہے اور غریب آدمی کے لیے قومی زندگی میں کوئی کردار ادا کرنا ممکن نہیں رہا۔ تم نے بہت مایوسی کی باتیں کی ہیں اور اپنی محنت پر سرمایے کا پانی پھر جانے سے بہت رنجیدہ ہو۔

میرے عزیز بھائی، اگر تم سے اپنا پسینہ اللہ کی راہ میں بہایا تھا تو تم مطمئن رہو کہ جس کا کام تم نے کیا ہے اور جس کے بندوں کو صحیح راستہ دکھانے کی تم نے کوشش کی ہے وہ تمہاری اس محنت کو دیکھ رہا ہے اور اس کا بہترین اجر دینے پر قادر ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ قدرت کی اسکیم سے بندہ خاکی آگاہ نہیں ہوتا اور اپنے جذبوں کی بے تابی سے پریشان ہوتا رہتا ہے۔ غالب نے خوب کہا تھا۔

؎ عاشقی صبر طلب اور تمنا بے تاب
دل کا کیا رنگ کروں خونِ جگر ہونے تک

میرے پیارے دوست، تم فی الحال اپنا دل اللہ کے رنگ میں رنگ لو تمہیں صبر اور قرار آ جائےگا۔ جس نظامِ باطل کے خلاف ہم جنگ آزما ہیں اس کے لیے عصائے کلیمی مطلوب ہے۔ ہم میدانِ جنگ میں ہیں اور ہم اس کے تقاضوں کو پورا کرنے پر مامور ہیں۔ سنتِ ابراہیمی یہی ہے کہ نارِ نمرود میں بے خطر کود جائے اس لیے کہ دین اس کے چٹختے شعلوں کے درمیان ہی گلزارِ ابراہیم کلیاں اور پھول مسکرایا کرتے ہیں۔ اللہ کے لیے کام کرنے کے بعد تم نے اطمینانِ قلب کا راستہ اختیار کرنے کے بجائے غم و اندوہ کا راستہ اختیار کر لیا ہے۔ غم و اندوہ مومن کے دامن کی گرد نہیں ہیں۔ یہ ابلیس کے چہرے کا غبار ہے۔ اس سے بچو اور راہِ حق کے کانٹوں پر مسکراتے ہوئے چلو۔

پیارے بھائی! اللہ کا بھیجا ہوا دین جب میدانِ کارزار گرم کرتا ہے تو انسان کو غاروں سے کھینچ کر بدر و حنین میں لے آتا ہے اور تم ہو کر مشاہدۂ حق کی جستجو میں معرکے کی زندگی سے گھبراتے ہو جو عین مقام مشاہدۂ حق ہے۔ اب انتخابات کے نتائج کے صدمہ کا اظہار تو کر رہے ہو لیکن اللہ کی راہ میں خاک پھانکنے، طعنے سہنے، بدی سے کشمکش کرنے اور کلمۂ حق کو ہر گلی کوچے میں برملا کہہ کر خلقِ خدا کی طرف سے بری الذمہ ہو جانے کی لذت سے تم کیوں انکار کرتے ہو۔ یاد رکھو کہ میدانِ احد میں حمزہؓ کے سینے پر نیزوں کے زخموں کے پھول انسانیت کے لیے زیادہ بڑا طرۂ امتیاز ہیں جن کی مہک ازل تا ابد ہے۔ چھوڑو اب غم و اندوہ کو اور میدانِ عمل میں آؤ۔ جو خلقِ خدا ہر لالچ سے بے نیاز ہو کر تمہاری طرف گامزن ہوتی ہے وہی انسانیت کا جوہر اور تمہارا قیمتی سرمایہ ہے۔

تم نے انتخابات کے نتائج کے بارے میں بڑے اندیشہ ہائے دور و دراز کا اظہار کیا ہے، لیکن میرا معاملہ تم جانتے ہو اس کیفیت سے مختلف ہے۔ میں یہ رائے رکھتا ہوں کہ قدرت نے اس دنیا کا نظام جس اصول پر مرتب کیا ہے اس میں قیامت برپا ہونے سے پہلے تک ہر رات کے بعد دن طلوع ہوگا۔ ہر تاریکی کے بعد اجالا نمودار ہوگا ہر غم کے بعد مسرت کی کرنیں پھوٹیں گی۔ ہر خزاں کے بعد بہار کا موسم آئے گا اور رات کو مستقل روک رکھنے، تاریکی کے قیام کو پائیدار بنانے، آلام کو قائم رکھنے اور خزاں کو دنیا کا دائمی موسم بنا دینے کی ہر کوشش ناکام ہوتی رہے گی۔

عزیزم! تم نے ملک کے نظریے کے بارے میں تشویش کا اظہار کیا ہے لیکن تم سے یہ نہیں

کہ ملک کا نظریہ اس ملک کی پیدائش سے بہت پہلے وجود میں آیا تھا۔ پھر اسی نظریے کے لیے ملک وجود میں لایا گیا۔ وہ نظریہ اس ملک کی پہچان ہے۔ جو شخص اس ملک کی جان نکال دینا چاہتا ہو، وہی اس کے نظریے کو اس ملک میں سے خارج کرنے کی کوشش کرے گا اور میں یقین رکھتا ہوں کہ نظریہ کبھی خارج نہ ہوگا البتہ مشیت خود ایسے ناپاک لوگوں کو صفحہ ہستی سے مٹا دے گی۔ دنیا کے ممالک میں عوام آخری اتھارٹی ہوتے ہیں۔ لیکن ہمارے ملک میں تو خدا کی حاکمیت کو آخری اتھارٹی تسلیم کیا گیا وہی اپنے آخری اختیارات اس کے تحفظ و بقا کے لیے استعمال کرے گا۔ کوئی سازش اس ملک کے خلاف اندر یا باہر سے کامیاب نہ ہو سکے گی۔

میرے عزیز! راہِ حق میں جدوجہد کرنے کے سلسلے میں تم نے اپنے خط میں نبیوں کی سنت کی بات بھی کی ہے۔ میں کہتا ہوں نبیوں کی سنت پہ چلنے کے لیے تلوار کی دھار پہ چل کر نیزے کی نوک پہ بسیرا کرنا پڑتا ہے۔ ہر چہار طرف سے باطل کی بوم گالیاں دے رہے ہوں اور پھر بھی صبر مومن کے منہ کی لگام بنا رہے۔ ہر طرف سے جھوٹ لڑھکایا جائے اور حق گوئی اس کا طرۂ امتیاز رہے۔ ہر طرف سے آوازے کسے جائیں اور استقامت مومن کے قدموں کا جوتا ہو۔ ہر طرف سے اس کی عزت و آبرو پہ حملے ہوں اور مومن اپنی ساری عزت اللہ کی بندگی میں ہی تلاش کرتا رہے۔ اس کے لب کھلیں تو اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور لوگوں کی خیرخواہی کے لیے کھلیں۔ یہ سنتِ انبیاء پر چلنے کا طریقہ ہے اور تحریک اسلامی کے لوگوں کو یہی طریقہ زیب دیتا ہے۔

تم نے لکھا ہے کہ پاکستان کے قیام اور قائداعظم کی وفات کے بعد کوئی ایک لیڈر بھی قومی سطح کا تیار نہ ہوا۔ تم جانتے ہو کہ قائداعظم اسلام کو نظام زندگی اور مسلمانوں کے لیے اس نظام کے مطابق ایک آزاد وطن کے نظریہ کے سبب ملت گیر مقبولیت کا ذریعہ بنے تھے۔ اب بھی جو جو لیڈر علاقائی بات کرے گا کبھی ملی معیار پر پورا نہ اترے گا۔ ملی نظریہ ہی بڑا لیڈر پیدا کرے گا، اور ہمارا ملی نظریہ صرف اسلام ہے۔

میرے دوست! تم نے ٹھیک کہا ہے کہ ہمارے ملک میں نظریاتی بحران اور سیاسی اکھاڑ پچھاڑ کا سبب ہمارے اہلِ ثروت سرمایہ دار طبقے کی غیر ملی روش بھی ہے۔ ساری قوموں میں یہ طبقہ رفاہ عامہ، خدمتِ خلق، تعلیمی ادارے، طبی امدادی سنٹر، تعلیمی وظائف، بڑے بڑے

ہسپتال اور دیگر بہت سے رفاہی کام سرانجام دیتا ہے لیکن ہمارے ہاں ایسے ایسے رفاہی کام کرنے کی توفیق کبھی نہیں ہوتی۔ غیر قوموں میں تو سرمایہ دار لوگ دُودھ دینے والے جانور ہوتے ہیں کہ انہیں بھرپور چارہ کھلایا جائے تو بھرپور دُودھ دیا کرتے ہیں، لیکن مسلمانوں کے اہلِ ثروت ایسے مویشی ہوتے ہیں جو چارہ تو بھرپور کھاتے ہیں۔ لیکن دُودھ کی ایک بوند بھی اپنے معاشرے کی طرف نہیں لوٹاتے۔ ظاہر ہے کہ ایسے مویشیوں کو لوگ قصابوں کے حوالے کر دیا کرتے ہیں۔ آخر بے فیض افراد سے کسی کو کیا ہمدردی ہوا کرتی ہے۔ ایک وقت آئے گا جب قوم ان کو ان کے سرمایے سمیت ہضم کر جائے گی۔ ان کا علاج ملک میں اسلام کے اقتصادی نظام کا اجرا ہے جس سے یہ لوگ خوف زدہ ہیں۔ تم نے سچ کہا ہے کہ جب تک ہمارے معاشرے میں سے باطل، حرام اور مجرمانہ ذرائع سے مال جمع کرنے والا سرمایہ دار نچوڑا نہ جائے گا اُس وقت تک معاشرہ پنپ نہ سکے گا۔ لیکن اس کو نچوڑنے کے لیے انٹرکانٹی نینٹل کے شہزادے کام نہ دیں گے، اس کے لیے تیشہ فرہاد بھی کام نہ دے گا، اس کے لیے نانِ جویں کھا کر بازوئے حیدر رکھنے والے سیدھے سادے مسلمان کارکن ہی کام دیں گے۔

ڈاکٹر ویلفرڈ اسمتھ نے لکھا تھا کہ اسلام کا چودہ سو سالہ قدیم تصور اس جدید دور میں نافذ کرنے کا دعویٰ پاکستان کے مسلمانوں نے کیا ہے، یہ بات محلِ نظر ہے کہ وہ ایسا کر بھی سکیں گے۔ اگر وہ کر گئے تو یہ بات دورِ جدید میں اسلام کی عملیت اور حقانیت کے لیے درخشاں دلیل ہوگی اور اگر نہ کر سکے تو پھر انہیں یہ ماننا پڑے گا کہ اسلام اس جدید دور میں قابلِ عمل نہیں ہے اور ان کا یہ دعویٰ کہ اسلام اس دور میں بھی قابلِ عمل ہے، محلِ نظر ہے۔ یہ بات کہہ کر کافر عالم نے پاکستان کے مسلمانوں کو آزمائش کے کٹہرے میں لاکھڑا کیا ہے۔ کافر دنیا اب پاکستان کے مسلمانوں کے طرزِ عمل سے اسلام کی عملیت اور حقانیت کو جانچے گی، اس لیے کہ پاکستان کے مسلمانوں نے جو دعویٰ کیا تھا وہ ساری دنیا میں منفرد تھا یعنی اسلامی نظامِ حیات کا نفاذ و قیام۔ اگر ہم نے یہ کام نہ کیا تو خدا و خلق کے سامنے ہم وعدہ خلاف شمار ہوں گے۔

عزیزم! تم کہتے ہو کہ یہ قوم اسلام سے بھاگی ہوئی قوم ہے اسلام سے خوف زدہ ہے لیکن میں اس پختہ اور ناقابلِ شکست یقین سے دستبردار ہونے کے لیے تیار نہیں ہوں کہ اسلامی نظام

یقیناً اور لازماً آ کر رہے گا۔ دُنیا کی کوئی مادی قوت اس کا راستہ نہیں روک سکتی۔ وہ اپنی آمد کے لیے کسی کا محتاج نہیں ہے اس لیے کہ یہ اللہ کا دین ہے، برحق ہے، اس کا حق ہے کہ نافذ و قائم ہو۔ اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ایک زمانے میں خلافتِ علی منہاج النبوت کا دور پھر آئے گا اس لیے کہ یہ ملک پاکستان اپنے قیام سے بھی پہلے اسی مقصد عظیم کے نام پر جد و جہد کا نتیجہ ہے۔ اس لیے کہ خارجی اور داخلی سطح پر دشمنوں کی بدترین کارگذاری کے باوجود یہ ملک تباہی سے بچا چلا آ رہا ہے۔ اس لیے کہ اس ملک میں ایک فعال اور منظم تحریک اسلامی موجود ہے، جو اسلامی نظامِ حیات کے مختلف گوشوں پر فکری اور عملی کام اور افراد کی ایک مؤثر ٹیم تیار کر چکی ہے۔

اور اس لیے بھی کہ یہ دُنیا رام لیلا نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محض تفریح طبع کے لیے کوئی خطہ تشکیل دیا ہو، جسے چند دنوں کے کھیل کے بعد تہس نہس کر دینا مقصود ہو۔ یہ دُنیا تو حکیم و علیم و بصیر و مدبر و مقتدر کی دُنیا ہے جس کا کوئی کام عبث نہیں ہے۔ اس لیے میرے دوست میرے اس یقین کو کوئی مادی قوت نہیں توڑ سکتی کہ اسلامی نظام تو لازماً قائم ہو کر رہے گا چاہے اس کے دشمنوں کو یہ بات کتنی ہی ناگوار کیوں نہ ہو۔ بلاشبہ رکاوٹیں بے شمار ہیں۔ لیکن جس کا یہ دین ہے وہ تو لکڑی کے عصا کی ضرب سے قلزم چیرتا اور پتھروں کا سینہ چیر کر پانی بہا دیتا ہے، وہ تو انگلی کے اشاروں سے چاند کے دو ٹکڑے کر دیتا اور مردوں کو قبروں سے نکال کر زندہ کر دیتا ہے، پھر اُس کی قدرت سے کیا بعید ہے۔ اسے تو یہ بات پسند ہے کہ اس کے بندے اس کا کام کریں اور اس کے مزدور بن کر رہیں لیکن اُسے یہ پسند نہیں ہے کہ اس کے بندے اِس گمان میں مبتلا ہوں کہ ان کے زورِ بازو اور جد و جہد پر ہی دین کا قیام منحصر ہے اس لیے وہ ہمارے اعترافِ عجز اور خود سپردگی کے بعد خود ہی آگے بڑھ کر زمانے کے اس مشکل کشا نظام کی باگیں اس سرزمین کی طرف موڑ دے گا اور فرشتے اس کے ہم رکاب ہوں گے۔ اس لیے میں تو اب یہ نہیں کہتا کہ آؤ اپنے آقا کی مزدوری کریں ہم تو اس کے کھیت کے مزدور ہیں اور اس کی مزدوری کرنا ہمارا فریضۂ بندگی ہے جو دانے کو پھاڑ کر اس میں سے درخت نکالتا ہے اور مُردے انڈے کو پھاڑ کر اس میں سے چہچہاتا ہوا بچہ نکال لاتا ہے۔ ہم تو اسی کے دروازے پر دستک دیتے ہیں۔ پورے

عجز و خاکساری سے دستک دیتے ہیں اس بارگاہ عالی پر فقیر بے نوا کی حیثیت سے اس یقین کے ساتھ اس دروازے سے کبھی کوئی خالی ہاتھ نہیں گیا ہے ہم تو قافلہ بناتے اس کے رہ گذار میں پڑے ہیں۔ یقین ہے کہ وہ آئے گا اور اپنی حدی کے زور سے منزل تک پہنچا دے گا۔

اس لیے میرے بھائی اب کونے کھدرے سے نکلو، اپنے گوشہ عافیت کو چھوڑو اور میدان جدوجہد میں آؤ۔ مشاہدۂ حق اندھیری کوٹھڑیوں میں نہیں ہوتا، بلکہ جب راہ حق میں جدوجہد کی جائے، پسینہ سر سے چوٹی تک بہہ جائے اور باطل اپنا شکنجہ لے کر دوڑے اور بندۂ حق پھر بھی اپنے راستے پر آگے ہی آگے بڑھتا چلا جائے تو مشاہدہ حق ہو کر رہتا ہے، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اس کٹھن منزل پر ایک قدم رکھنا بھی مشاہدہ حق کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

؎ یہ دور اپنے براہیم کی تلاش میں ہے
صنم کدہ ہے جہاں لا الٰہ الا اللہ

میرے عزیز بھائی آخری یہ بات کہہ کر یہ طویل مکتوب ختم کرتا ہوں کہ تم نے ان انتخابات میں دیکھ لیا کہ تحریک اسلامی کس طرح ہر چہار طرف سے آگے بڑھتی چلی آ رہی ہے وہ مسلسل آگے بڑھ رہی ہے۔ تم فلاں نشست اور فلاں نشست کی بات چھوڑو۔ تم اسلامی تحریک کی مجموعی پیش قدمی کا منظر دیکھو۔ آج ملک میں کوئی ایسا جمہوری ادارہ نہیں ہے جس میں تحریک اسلامی کی آواز بلند نہ ہو رہی ہو اور تحریک اسلامی کے کارکن وہاں پہنچ نہ چکے ہوں۔ پس یہ پیش قدمی جاری رہے گی۔ یہاں تک کہ پورا معاشرہ اور اس کے ادارے اس کی لپیٹ میں آ جائیں گے۔ اس دن کا ہم سب کو انتظار ہے اور وہ دن دور بھی نہیں ہے۔

یہ نغمہ فصلِ گل و لالہ کا نہیں پابند
بہار ہو کہ خزاں لا الٰہ الا اللہ